قرآن مجید اور جرمنی

ترجمہ تقریر بیرن عمر رالف ایہرن فلس

(آسٹریا کے نو مسلم امیر عمر رالف ایہرن فلس حال میں ہندوستان تشریف لاچکے ہیں! اس سیاحت کے دوران میں چند روز ان کا قیام حیدر آباد میں بھی رہا۔ یہاں انہوں نے مجلس تحریک قرآنی کی استدعا پر ایک تقریر عنوان مندرجہ بالا پر کی تھی جسے عموماً پسند کیا گیا مولوی سید شریف الحسن صاحب بی۔ اے نے اس کا ترجمہ ہمارے پاس بھیجا ہے اور اس کے ساتھ جناب ذہقی شاہ صاحب کے حواشی بھی ہیں جن میں انہوں نے بیرن عمر کے بعض خیالات کی اصلاح فرمائی ہے۔ ذیل میں وہ تقریر معہ حواشی درج کیجاتی ہے)۔

جرمنی اپنی اصلاح کے لئے سرگرم عمل ہے یہی نہیں بلکہ وہ اپنی زندگی میں ایک نئی روح پھونکنے والا ہے۔ موجودہ سیاسی اور ذہنی حالات سے اس امر کا پتہ چلتا ہے کہ گذشتہ چند برسوں میں جرمنی کو جو مصیبتیں اور تمدنی شکستیں اٹھانی پڑیں ان سے جرمنی کی قوتوں کو بالکل نقصان نہ پہنچ سکا۔ فنا کرنا تو درکنار یہ مشکلات ان قوتوں کو کمزور تک نہ کر سکیں۔

جرمنی میں سرعت کے ساتھ جو تغیرات واقع ہو رہے ہیں ان سے ایک اجنبی شخص یہ نتیجہ نکال سکتا ہے کہ جرمن قوم کی اخلاقی اور قومی قوتیں بالکل زایل ہو چکی ہیں لیکن حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے اس قوم کی ذہنیت زندگی کی نئی حالتوں اور نئے نئے نصب العین تلاش کرنے میں

بہت مضبوط ہے دیانت دار اور اخلاص پسند واقع ہوئی ہے کیونکہ زندگی کے پرانے اصول اور نصب العین ایک ایسی یورپین قوم کو ہرگز مطمئن نہیں کر سکتے جو حقیقتہً متمدن ہے اور ہمیشہ نئے اصولوں کی تلاش میں منہمک رہتی ہے ۔ (۱)

آج کل جرمنی میں دو جماعتیں ہیں جو ایک دوسرے کی مخالف ہیں ۔ ان میں سے ایک تو بالکل بین الاقوامی خیال کی ہے اور وہ اس خیال کی بھی تائید کرنے کے لئے تیار نہیں ہے کہ فوجی قوت سے اپنی حفاظت کی جائے دوسری جماعت خالص قومیت کی حامی ہے اور وہ فوجی قوت اور جنگ کی مخالف نہیں ہے اگرچہ یہ امر یقینی ہے کہ کچھ عرصہ گذرنے کے بعد یہ دونوں فریق اپنے اپنے خیالات میں ترمیم کرلیں گے لیکن ان دونوں میں سے کسی میں بھی روحانیت نہیں ہے کہ اس کی روشنی میں وہ انسان کے ذاتی اور ذہنی نصب العین متعین کرسکیں ۔ ہاں البتہ چند اصول ایسے ہیں جو پوری قوم کی بھلائی یا متفرق جماعتوں کی بہبود میں ممد و معاون ہوتے ہیں تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ انفرادی اور قومی قوتوں کا ارتقار کسی نہ کسی نئے نصب العین یا مدار حیات کی بنا پر ہوا ہے اس لئے یہ امر غالب معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید جیسی لبریز ہدایت کتاب جسمیں سوشل مشکلات کے حل کے ساتھ ساتھ انفرادی قومی اور بین الاقوامی زندگی کے ہر شعبہ کے لئے ہدایات بھی موجود ہیں جرمنی کے لئے موجودہ حالت میں بے نظیر مددگار ثابت ہوگی ۔ میرا یہ خیال بالکل قرین قیاس معلوم ہوگا اگر ہم اس واقعہ پر غور کریں کہ مسلمانوں کا موجودہ زوال قرآنی تعلیمات سے بے خبری کی وجہ سے ہے نہ کہ قرآنی تعلیمات کی وجہ سے جیسا کہ کسی زمانہ میں باور کیا جاتا تھا اپنے اس خیال کی تائید میں میں حیدرآباد کی مثال پیش کرتا ہوں جہاں ۹۵ فیصدی ہندو آبادی اور ایک بہت ہی مختصر سی مسلمان آبادی کے درمیان پورا پورا اتحاد اور رواداری نہ تعلق قائم ہے یہاں قرآن شریف کے دو بنیادی قواعد پر عمل ہوتا ہے جس کی وجہ سے یہ ملک

اس قدر خوش وخرم ہے۔ سب سے پہلے تعلیم و تعلم کا چرچا ہے جس میں اس ملک کی قوتیں پوشیدہ ہیں
مجھے سر اکبر حیدری کے اس لیکچر کو جو انہوں نے جامعہ عثمانیہ کے جلسۂ تقسیم اسناد کے موقعہ پر دیا تھا
سننے کا اتفاق ہوا ہے۔ یہ قرآن کی ہدایات کے مطابق تعلیم و تعلم میں منہمک رہنے کا جذبہ تھا جس نے
اس خوبصورت جامعہ کے قیام میں رہنمائی کی صرف یہی نہیں بلکہ میں نے اس مشہور سیاسی مدبر سے
گفتگو کر کے یہ محسوس کیا ہے کہ قرآن کے اصول رواداری پر عمل پیرا ہونے اور پیغمبر صلعم کی تعلیم کی
خوبیوں کو سمجھنے کا شوق اس ملک کے لوگوں پر اسقدر غالب ہے کہ وہ سب سے پہلے بنی نوع انسان
کی فلاح اور ریاست کی بہبود مدنظر رکھتے ہیں۔ اور اس کے بعد اپنی اپنی قوم کی بھلائی دیکھتے ہیں

میں نے اعلیٰحضرت نظام دکن سے شرف ملاقات حاصل کیا وہ اسلامی سادگی اور لینت
اخلاق کی تصویر معلوم ہوتے ہیں۔ ان کی ملاقات سے میرے اوپر ایک ایسا اثر ہوا جو کبھی نہ
مٹے گا میں اعلیٰحضرت کے سب سے بڑے صاحبزادے سے بھی ملا جو ولیعہد ہیں اور صدر اعظم سے بھی
ملاقات کی جو ایک سچے ہندو کی طرح اسی اخلاص و انہماک سے تمام ملک کی خدمت کرتے ہیں
ان سب سے ملکر میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ میرا مذکورہ بالا خیال بالکل صحیح ہے۔

آج ممالک اسلامیہ محض اس بنا پر مبتلائے ادبار ہیں۔ کہ ان میں تعلیم کی کمی ہے جہاں
جہاں اور جن جن ممالک میں قرآن کے ان دو بنیادی قواعد تعلیم اور رواداری پر صحیح معنی میں
عمل ہو رہا ہے۔ وہ ممالک ترقی کر رہے ہیں پس میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ جرمنی کا جوش
تجسس ان خزائن حکمت کو نظر انداز نہیں کرے گا جنسے قرآن مجید بھرا پڑا ہے۔

لیکن مشرقیوں نے ابتک قرآن کو جس طور سے سمجھا ہے جرمنی اس سے بالکل مختلف طور پر
فیضیاب ہوگا۔

ہمیں یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہئے کہ جرمنی میں قرآن مجید کا رسمًا کوئی احترام نہیں ہے

بلکہ اس کی حیثیت بالکل تاریخی ہے اور وہ علم الالسنہ میں مدد دینے والی ایک کتاب سمجھی جاتی ہے
قطع نظر اس کے اگر ہم اس کی مذہبی حیثیت معلوم کرنا چاہیں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ وہ اگر کوئی انقلابی
کتاب نہیں سمجھی جاتی تو ایک بالکل نرالی کتاب ضرور سمجھی جاتی ہے صرف یہی واقعہ اس امر پر کافی
روشنی ڈالتا ہے کہ وہ لوگ جو جرمنی میں قرآن کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ ان کے خیالات قرآن
کے متعلق کس قدر غیر رسمی اور غیر قدامت پسند ہیں۔ ہم یہ بات فراموش نہیں کر سکتے کہ مشرقی اور
مغربی طریق تخیل طریق تجسس اور اصول حیات میں بین فرق ہے اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جب ہماری
مقدس کتاب پر ایک مغربی نگاہ پڑیگی تو قرآن کے نئے معانی اور اسکو سمجھنے کے نئے اصول پیدا ہو جائینگے اور یہ
خیال میں یہ کسی صورت سے مضر نہ ہوگا بلکہ خداوند کریم کی طرف سے ایک رحمت ہوگی۔ کیونکہ قرآن
مقدس ہمکو بتاتا ہے۔ یہ بات انسانی سرشت میں داخل ہے کہ وہ غلط فہمی میں مبتلا ہو اور پھر
خود ہی تحریف کر کے ان حیرت انگیز حقائق کا غلط استعمال کرے جو خدا نے اپنے پیغمبروں کے
ذریعہ سے انسان تک پہونچائے ہیں اس لئے انسان کو اس امر کی ضرورت رہتی ہے کہ اس کی
زندگی میں تازہ روح پھونکی جاتی رہے اور ازلی صداقتوں کے لئے تجدیدی جستجو جاری رکھی جائے

زمانہ کے ساتھ انسان کی ذہنی اور جسمانی حالت بدلتی رہتی ہے قدیم عربی ایرانی ترکی
اور ہندوستانی روایات اپنے زمانہ کے لحاظ سے حقائق ازلی کی بہترین تفسیریں تھیں لیکن جس طرح
سمندر کو انسان کے بنائے ہوئے ایک کوزے میں بھر دینا غیر ممکن ہے اسی طرح قرآن کے
حقائق و معارف اور ان خوبیوں کو جو قرآن میں پوشیدہ ہیں۔ ایک ہی انسانی ارتقائی
دور میں سمجھ لینا بھی ناممکن ہے اور یہی وجہ ہے کہ انسان اپنے رہنے سہنے اور سوچنے کے طریقوں
کو زمانہ کے ساتھ ساتھ بدلتا رہے۔

اگرچہ یہ صحیح ہے کہ جرمنی کے قابل اور مذہبی آدمی قرآن کو جس طرح سمجھیں گے وہ

ان تمام اصول و مبانی سے مختلف ہوگا۔ جن پر اسلامی روایات قائم ہوئی تھیں۔ پھر بھی اسلامی تہذیب کے قدیم مشہور رہنماؤں اور موجودہ یوروپ کی نوخیز اسلامی تہذیب کے سربرآوردہ ارکان کے درمیان ایک قریبی رشتہ قائم رہے گا یہ بالکل فطری امر ہے کیونکہ یوروپ کو اسلامی تعلیم دینے کا بیڑا اسلامی دنیا کے سب سے زیادہ قدامت پسند حصہ یعنی ہندوستان نے اٹھایا ہے اس لئے میں یقین کرتا ہوں کہ آجکل جرمنی اور دوسرے ممالک مغربی کے روحانی اور دماغی قابلیت رکھنے والے جو حضرات قرآن شریف کے مطالعہ میں منہمک ہیں ان کی کوششوں کا نہایت ہی دلپذیر نتیجہ یہ ہوگا کہ از سرِ نو قرآنی تعلیم کا صحیح مفہوم دنیا کے سامنے پیش کیا جاسکے گا۔ (۲)

باقی

مجلہ مکتبہ

یہ دارالاشاعت مکتبۂ ابراہیمیہ امداد باہمی (محدود) حیدرآباد دکن کا علمی ادبی مصور ماہوار رسالہ ہے جس کا شمار دنیائے اردو کے چیدہ رسالوں میں ہوتا ہے کئی سال سے مولوی عبدالقادر سروری صاحب ایم۔ اے۔ ال۔ ال۔ بی کی ادارت میں حسب ذیل خصوصیات کے ساتھ نہایت پابندی سے شائع ہو رہا ہے۔ (۱) اس میں اکثر عمدہ طبع زاد افسانے یا ہندی عربی انگریزی فرانسیسی و روسی افسانوں کے ترجمے ہوتے ہیں (۲) اس میں تاریخ سائنس فلسفہ معاشیات پر بھی مفید علمی مقالے شائع ہوتے ہیں (۳) اس میں عام ادبی اور تحقیقی مضامین کے علاوہ دکن کے قدیم شعرا اور قدیم کی نسبت محققانہ مضامین ہوتے ہیں۔ (۴) مشاہیر ادبا و شعرا اور اہل علم و فضل کی تصویریں ہر نمبر میں شائع ہوتے ہیں۔ (۵) اس میں اردو کی کتابوں پر تبصرے اور جدید مطبوعات کی اطلاعیں بالالتزام شائع ہوتی ہیں قیمت سالانہ چار روپے ششماہی دو روپیہ چار آنہ (۴؍) فی پرچہ ۶؍

منتظم مجلہ مکتبہ اسٹیشن روڈ حیدرآباد دکن